سوال

(415) مضاربت اور اس کی شروط

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

1۔ کیا ایک ہی شخص مضارب اور رب المال بھی ہو سکتا ہے؟

2۔ کیا مضارب کو اختیار ہے کہ خود تجارت میں محنت نہ کرے اور کسی نوکر پر کارخانہ کو چھوڑ دے اور جو شرط یا سمجھوتہ پہلے تھا اسی کے موافق منافع لینے کا بھی مستحق ہو گا؟

3۔ کیا مضارب پر واجب ہے کہ مال ادھار بیچا ہے اس کو وصول کرے اور وصول نہ کر سکے یا نہ کرائے تو اپنے پاس سے ادا کرے یا اس کو ادھار کا صرف حساب بتا دینا کافی ہے اور رب المال کو واجب ہو گا کہ دام وصول کرتا پھرے؟

4۔ اگر امضارب نے سارا مال فروخت کر ڈالا اس طور پر کہ جو رقم نقد آتی رہی اس کو کھا لیا کرتا تھا اور جو ادھار بیچتا تھا اس کو وصول نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ سارا راس المال غائب ہو گیا تو ایسی صورت میں رب المال اپنی رقم کس سے وصول کرے گا؟

5۔ اگر مضارب نے بجائے اس کے کہ خود دیکھ بھال کیا کرتا اور تجارت میں کوشش کرتا کسی آدمی کو مقرر کر دیا جس نے سارا مال بیع کر کے کھا لیا یا ادھار پر فروخت کر ڈالا تو ایسی صورت میں تاوان شرع شریف دلواتی ہے یا نہیں؟

6۔ کیا مضارب کا یہ کہہ دینا کہ کچھ نفع نہیں ہوتا ہے اور لہنا یعنی بقایا بہت پڑ گیا ہے رب المال اگر چاہے تو مال موجود اور لہنا وغیرہ کا حساب لے لے۔ اس کی براءت کے لیے کافی ہے اور اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہو سکتی؟

7۔ کیا اگر مضارب کبھی نفع نہ دے اور خود برابر لیتا رہے اور بعد چند سال کے جب مالک اپنے مال اور منافع کا مطالبہ کرے تو یہ کہہ دے کہ دکان میں مال بہت کم اور بے میل رہ گیا ہے اور بہت لہنا پڑ گیا ہے تو اس سے اس کی براءت ہو سکتی ہے یا شرع شریف اس سے اصل منافع دلوائے گی؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

1۔ ایک ہی شخص مضارب اور رب المال نہیں ہو سکتا۔

"لان المضاربۃ تنعقد شرکۃ علی مال رب المال و عمل المضارب ولامال ہہنا للمضارب فلوجوزنا یؤدي الی قلب الموضوع "(ھدایۃ 266/3 مطبع یوسفی)

(کیوں کہ مضاربت میں شرکت اسی وقت منعقد ہوتی ہے جب مال والے کی طرف سے مال ہو اور مضارب کی طرف سے کام ہو اور یہاں مضارب کی طرف سے کچھ مال نہیں ہے پس اگر ہم اس کو جائز قرار دیں تو لازم آئے گا کہ مضاربت جس معنی کے لیے موضوع ہے وہ الٹ گیا)

2۔ مضارب کو اختیار ہے کہ خود تجارت میں محنت نہ کرے اور کسی نوکر پر کارخانہ کو چھوڑ دے اور جو شرط اور سمجھوتہ پہلے تھا اسی کے موافق منافع لینے کا بھی مستحق ہوگا بشرطیکہ عقد مضاربت میں یہ قید نہ ہو کہ مضاربت خود تجارت میں محنت کرے اور کسی نوکر پر کارخانہ کو نہ چھوڑ دے۔

"واذا صحت المضاربۃ مطلقۃ جاز للمضارب ان یبیع ویشتري ویوکل ویسافر ویودع لاطلاق العقد المقصود منہ الاسترباح ولا یتحصل الا بالتجارۃ فینتظم صنوف التجار وما ہو من صنیع التجار والتوکیل من صنیعہم "(۔ہدایۃ (257/3)

(جب مضاربت مطلقہ صحیح ہے تو مضارب کے لیے جائز ہے کہ وہ فروخت کرے یا خریدے کسی کو اس کام کا وکیل بنائے مال ساتھ لے کر سفر کرے اور مال کسی کے پاس ودیعت رکھے کیوں کہ عقد مضاربت تو مطلق ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ نفع حاصل کیا جائے اور نفع تو تجارت ہی سے حاصل ہوتا ہے لہٰذا یہ عقد تجارت کی تمام اقسام کو شامل ہے اور تجارت جو کچھ کیا کرتے ہیں یہ ان کی تجارت ہوگی اور حال یہ ہے کہ خرید و فروخت کے لیے وکیل کرنا بھی تاجروں کے کاموں سے ہے)

"ویملک المضارب فی المطلقۃ البیع (الی قولہ) والایداع والرہن والارتہان والاجارۃ والاستیجار"[1] (تنویر الابصار)

(اور مضارب مضاربت مطلقہ میں بیع کرنے ایداع رہن دینے لینے اجارۃ اور استیجار کا مالک ہے)

والاصل ان التصرفات فی المضاربۃ ثلاثۃ اقسام : قسم ہو من باب المضاربۃ وتوابعہا فیملکہ من غیر ان یقول لہ : اعمل ما بدالک کالتوکیل بالبیع والشراء والرہن والارتہان والاستیجار" (ردالمحتار 485/4)

(اصل یہ ہے کہ مضاربت میں تصرفات کی تین قسمیں ہیں جن میں سے ایک قسم مضاربت اور اس کے توابع کے باب سے ہے لہٰذا وہ مال والے کے یہ کہے بغیر (اس مال کے ساتھ جو مرضی کرو" اس میں تجارت کرنے کا مالک ہوگا جیسے تو وکیل بیع و شراء رہن ارتہان اور استیجار ہے)

اس مسئلے کی ایک نظیر اجارہ کا یہ مسئلہ ہے۔

"واذا شرط علی الصانع ان یعمل بنفسہ فلیس لہ ان یستعمل غیرہ (الی) وان اطلق لہ العمل فلہ ان یستاجر من یعمل لان المستحق عمل فی ذمتہ ویمکن استیفاءہ بنفسہ وبالاستعانۃ بغیرہ بمنزلۃ ایفاء الدین "(۔ہدایۃ (294/3)

(اگر مستاجر نے کاری گر کے ذمے یہ شرط عائد کی ہو کہ وہ بذات خود کام کرے تو کاریگر کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ دوسرے سے یہ کام لے اگر مستاجر نے اس کو کام کے لیے مطلقاً اجارہ دیا تو اسے اختیار ہے کہ وہ کسی اور سے کام کروادے کیونکہ اس کے ذمے کام کا استحقاق ہے اور اس کو پورا کرنا اس طرح بھی ممکن ہے کہ وہ بذات خود یہ کام کرے اور اس طرح بھی کہ وہ کسی دوسرے کے ذریعے سے کرے اور یہ قرض ادا کرنے کی طرح ہے)

3۔ اگر مضارب اور رب المال عقد مضاربت فسخ کر دیں اور مضارب اس مضاربت میں (ربح) نفع حاصل کر چکا ہو تو اس صورت میں مضارب پر واجب ہے کہ جو مال ادھار بیچا ہے اسکا دام وصول کرے اور اگر وصول نہ کرے تو حاکم اس کو وصول کرنے پر مجبور کرے اور اگر مضارب نے اس مضاربت میں ہنوز ربح حاصل نہیں کیا ہے تو اس پر وصول کرنا واجب نہیں ہے۔ ہاں اس پر واجب ہے کہ رب المال کو دام وصول کرنے میں اپنا وکیل کر دے کہ رب المال خود وصول کرلے۔

"واذاافترقاوفی المال دیون وقدربح الضارب فیہ اجبرہ الحاکم علی اقتضاء الدیون لانہ بمنزلۃ الاجیر والربح کالاجرلہ وان لم یکن لہ ربح لم یلزمہ الاقتضاء لانہ وکیل محض والمتبرع لایجبر علی ایفاء ما یتبرع بہ ویقال لہ : وکل رب المال فی الاقتضاء لان حقوق العقد ترجع الی العاقد فلابد من توکیلہ وتوکلہ کیلا یضیع حقہ" ۔ ہدایۃ(294/3)

(اگروہ جداہوئے حالانکہ مضاربت میں لوگوں پر قرضے ہیں اور مضارب نے اس میں نفع بھی کمایا ہے تو حاکم اس کوان قرضوں کے تقاضے پر مجبور کرے گا کیوں کہ وہ (مضارب) بمنزلہ اجیر کے ہے اور نفع اس کی اجرت کے مثل ہے اگر مضارب کےلیے نفع نہ ہو تو لوگوں سے قرضے کا تقاضا کرنا اس پر لازم نہیں ہے اس لیے کہ وہ تو محض وکیل بلا اجرت ہے اور جس نے بطور احسان کوئی کام کیا اس پر اس کے پورا کرنے کےلیے جبر نہیں ہوسکتا ہے لیکن مضارب کو یہ حکم دیا جائے گا کہ وہ مال والے کو تقاضے کےلیے وکیل کردے کیوں کہ جو شخص جس معاملے کا عقد کرے تو اس معاملے کے حقوق اسی عاقد کی طرف لوٹتے ہیں تو اس کا وکیل کرنا یا وکالت قبول کرنا لازم ہے تاکہ مالک کا حق ضائع نہ ہو)

4۔ ایسی صورت میں رب المال اپنی اس رقم کو جو مضارب کھا لیا کرتا تھا بقدر اصل و نفع رسدی کے بطور تاوان مضارب سے وصول کرے کیونکہ مضارب اس صورت میں غاصب ہے اور غاصب پر تاوان واجب ہے۔

"واذاخالف (المضارب) کان غاصبا لوجود التعدي منہ علی مال غیرہ" (ہدایۃ(255/3)

(اگر اس (مضارب) نے مال والے کے حکم کی مخالفت کی تو وہ غاصب شمار ہوگا کیوں کہ اس کی طرف سے غیر کے مال پر تعدی پائی گئی ہے)

"ثم ان کان (الغصب) مع العلم فحکمہ الماثم والمغرم وان کان بدونہ فالضمان لانہ حق العبد فلا یتوقف علی قصدہ ولا اثم لان الخطاء موضوع" (ہدایۃ(370/3)

(پھر اگر اس نے جان بوجھ کر یہ (غصب) کیا ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ غاصب گناہ گار اور ضامن ہوگا اور اگر بغیر جانے ہو تو حکم یہ ہے کہ ضامن ہوگا کیوں کہ یہ بندے کا حق ہے تو اس کے قصد پر موقوف نہیں ہے اور اس پر گناہ نہیں ہوگا اس لیے غلطی سے جو فعل سرزد ہو اس کا گناہ اٹھا دیا گیا ہے)

اگر مضاربت فسخ ہوچکی ہے اور مضارب اس مضاربت میں ربح حاصل کرچکا تھا تو مضارب پر واجب ہے کہ جو مال ادھار بیچا ہے اس کا دام وصول کردے اور اگر وصول نہ کرے تو حاکم اس کو وصول کردینے پر مجبور کرے۔ اگر مضارب نے اس مضاربت میں ہنوز ربح حاصل نہیں کیا ہے تو اس پر واجب ہے کہ رب المال کو وصول کرنے میں اپنا وکیل کردے کہ رب المال خود وصول کرلے۔ جیساکہ جواب نمبر(3) میں گزرا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

5۔ ایسی صورت میں مضارب سے تاوان شرع شریف دلواتی ہے بشرطیکہ مضاربت میں قید ہو کہ مضارب اس صورت میں غاصب ہے اور غاصب پر تاوان واجب ہے جیساکہ جواب (4) میں گزرا ہے۔

اگر عقد مضاربت میں قید مذکور نہ ہو تو ایسی صورت میں مضارب سے تاوان شرع شریف دلواتی ہے کیونکہ مضارب اس صورت میں امین ہے اور امین پر ضمان (تاوان) نہیں ہے۔

"الودیعۃ امانۃ فی ید المودع اذا ہلکت لم یضمنہا" (ہدایۃ(271/3)

(ودیعت مستودع کے پاس ایک امانت ہوتی ہے کہ اگر وہ تلف ہوجائے تو مستودع اس کا ضامن نہیں ہوتا ہے۔

6۔ اگر اور رب المال عقد مضاربت فسخ کردیں اور مضارب اس مضاربت میں ربح حاصل کرچکا ہو تو اس صورت میں مضارب کا صرف اس قدر کہہ دینا جو مندرجہ سوال ہے اس براءت کےلیے کافی نہیں ہے بلکہ اس پر ذمہ داری عائد ہوگی وہ وہ یہ کہ لہنا پڑگیا ہے تو اور اگر وصول نہ کرے تو حاکم اس کو وصول کرنے پر مجبور کرے اور اگر مضارب نے اس مضاربت میں ربح حاصل نہیں کیا ہے تو اس پر وصول کردینا واجب نہیں ہے۔ ہاں اس پر واجب ہے کہ رب المال کو لہنا وصول کرنے میں اپنا وکیل کردے کہ رب المال خود وصول کرلے۔ جیساکہ جواب (3) میں گزرا ہے۔

7۔اس نمبر کا جواب (4) کے جواب میں ادا ہو چکا ہے ملاحظہ ہو۔

---

[1]۔الدر المختار(649/5)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب البیوع، صفحہ:628

محدث فتویٰ